از عدالتِ عظمیٰ

اشوک کمار شرما و دیگران

بنام
چندر شیکھر و دیگر

تاریخ فیصلہ: 10 مارچ، 1997

[بی۔ پی۔ جیون ریڈی، ایس۔ بی۔ محمود اور ایس۔ صغیر احمد، جسٹس صاحبان]

قانونِ ملازمت:

بھرتی — اہلیت — کے لیے متعلقہ تاریخ — کا تعین — اشتہار میں درخواستیں طلب کی گئی ہیں جن میں درخواست جمع کرانے کی آخری تاریخ پر کم از کم اہلیت کا تعین کیا گیا ہے — کچھ امیدوار جن کے پاس درخواست جمع کرانے کی آخری تاریخ پر کم از کم اہلیت نہیں تھی، انہیں انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت دی گئی — تاہم، یہ امیدوار انٹرویو سے پہلے کم از کم اہلیت حاصل کر لیتے ہیں — قرار پایا کہ: ایسے امیدواروں کو انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت دینا جائز نہیں تھا — اس کے برعکس — اشوک کمار شرما کے معاملے میں اکثریت کی رائے ریکارڈ کے سامنے ایک واضح غلطی تھی اور قانون میں غیر مستحکم تھی — تاہم، اس فیصلے میں عدالتِ عظمیٰ نے متفقہ طور پر انتخابی اتھارٹی کی طرف سے ایسے امیدواروں کو دی گئی سنیارٹی میں خلل نہ ڈالنے کے لیے صوابدید کا استعمال کیا تھا — لہذا، نظر ثانی دائرہ اختیار میں اس فیصلے میں مداخلت سے انکار کر دیا گیا — آئین ہند، 1950، آرٹیکل 142 — مجموعہ ضابطہ دیوانی، 1908، آرڈر 47 قاعدہ 1 —

جو نیئر انجینئر کے عہدے کے لیے درخواستیں طلب کرتے ہوئے ایک اشتہار جاری کیا گیا تھا جس کے لیے کم از کم اہلیت مقرر کی گئی تھی — اشتہار کے مطابق متعدد افراد نے درخواست دی — ان میں سے جواب دہندگان (33 افراد) کے پاس درخواست جمع کرانے کی تاریخ پر کم از کم اہلیت نہیں تھی — تاہم، انٹرویو کی تاریخ پر جواب دہندگان نے کم از کم اہلیت حاصل کر لی تھی — جواب دہندگان کو کچھ دیگر امیدواروں کے ساتھ منتخب کیا گیا —

اپیل کنندہ / درخواست دہندگان، جو مذکورہ اشتہار کے مطابق مذکورہ عہدے کے لیے درخواست دینے کے لیے مکمل طور پر اہل تھے اور جنہیں منتخب کیا گیا تھا لیکن جو اب دہندگان کے نیچے منتخب فہرست میں رکھا گیا تھا، نے عدالت عالیہ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی جس میں کہا گیا کہ 33 جو اب دہندگان کو انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی تھی کیونکہ انہوں نے مقررہ تاریخ یعنی درخواست جمع کرانے کی آخری تاریخ تک مطلوبہ اہلیت حاصل نہیں کی تھی۔ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے عرضی کو منظور کر لیا۔ ڈویژن بنچ نے فیصلہ دیا کہ 33 جو اب دہندگان اس وجہ سے انٹرویو میں پیش نہیں ہو سکتے تھے کہ انہوں نے مقررہ تاریخ تک مطلوبہ اہلیت حاصل نہیں کی تھی۔ تاہم ڈویژن بنچ نے 33 جو اب دہندگان کی تقرری کو مسترد نہیں کیا لیکن ہدایت کی کہ انہیں ان تمام منتخب افراد کے لیے جو نیچے سمجھا جائے جو مقررہ تاریخ تک مکمل طور پر اہل تھے۔ یوں، جو مدعا علیہان مقررہ تاریخ تک مکمل طور پر اہل نہیں تھے، انہیں ایک جماعت کے طور پر ان امیدواروں کے مقابلے میں جو نیچے قرار دے کر منتخب کیا گیا جو مقررہ تاریخ تک مکمل اہل تھے۔

نالاں ہو کر 33 مدعا علیہان نے اس عدالت کے سامنے اپیل دائر کی جس کی سماعت تین ججوں کے بنچ نے کی۔ اکثریت کا موقف تھا کہ مذکورہ 33 جو اب دہندگان کو انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت دینا جائز نہیں ہے۔ اکثریت نے مزید کہا کہ مذکورہ 33 جو اب دہندگان کو انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت دے کر، "بھرتی کرنے والی اتھارٹی دستیاب بہترین صلاحیتوں کو حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔ یہ یقیناً پر مفاد عامہ میں تھا۔" لیکن اقلیت کا موقف تھا کہ 33 جو اب دہندگان، جو درخواست جمع کرانے کی آخری تاریخ پر اہل نہیں تھے لیکن انٹرویو کی تاریخ سے پہلے مطلوبہ ضروریات کی ضرورت تھی، کو انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی تھی۔ تاہم، ایک متفقہ رائے سے، مذکورہ 33 مدعا علیہان (انتخابی اتھارٹی کی طرف سے دی گئی) کی سناریو اس نتیجے سے پریشان نہیں ہوئی کہ 33 مدعا علیہان کی طرف سے پیش کردہ اپیل کی اجازت دی گئی اور ڈویژن کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ ناراض ہونے کی وجہ سے اپیل کنندگان / اپیل کنندگان نے موجودہ نظر ثانی درخواست کو ترجیح دی۔

عرضی کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: 1.1. جہاں درخواستیں جمع کرانے کی آخری تاریخ کے طور پر کسی خاص تاریخ کو مقرر کرنے کے لیے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں، امیدواروں کی اہلیت کا فیصلہ صرف اس

تاریخ اور اس تاریخ کے حوالے سے کرنا ہو گا۔ ایک شخص جو اس طرح کی مقررہ تاریخ کے بعد مقررہ اہلیت حاصل کرتا ہے اس پر بالکل بھی غور نہیں کیا جاسکتا۔ درخواستوں کے لیے جاری کردہ / شائع کردہ اشتہاریانوٹیفیکیشن عوام کے لیے نمائندگی کا حامل ہوتا ہے اور اسے جاری کرنے والا اتھارٹی اس طرح کی نمائندگی کا پابند ہوتا ہے۔ یہ اس کے برعکس کام نہیں کر سکتا۔ اشوک کمار شرما کے معاملے میں اکثریت کی رائے یہ ہے کہ 33 جواب دہندگان کو انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت دے کر، بھرتی اتھارٹی بہترین ٹیلنٹ دستیاب کرنے میں کامیاب رہی اور یہ کہ اس طرح کا راستہ مفاد عامہ کو آگے بڑھانے کے لیے تھا، ایک ناقابل قبول جواز ہے۔ یہ قانون کی ایک واضح غلطی تھی جو ریکارڈ کے سامنے واضح تھی اور قانون میں ناقابل برداشت تھی۔ اشوک کمار شرما کے معاملے میں اقلیتی رائے کہ 33 جواب دہندگان، جو درخواست جمع کرانے کی آخری تاریخ پر اہل نہیں تھے لیکن انٹرویو کی تاریخ سے پہلے مطلوبہ اہلیت حاصل کر چکے تھے، کو انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی تھی، درست تھی۔

اشوک کمار شرما بنام چندر شیکھر، [1993] ضمنی 2 ایس سی سی 611، مسٹر دکر دیا گیا۔

ریکھا چتر ویدی (شریمتی) بنام یونیورسٹی آف راجستھان دیگران و دیگران، [1993] ضمنی

3 ایس سی سی 168، پرا نحصار کیا۔

1.2 اس کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فوری نظر ثانی درخواست میں کتنی راحت دی

جائے گی۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ مذکورہ 33 مدعا علیہان کو راحت اس عدالت نے اپنی صوابدید

مطابق دی ہے، اس عدالت کے لیے یہ مناسب نہیں ہو گا کہ وہ اس پہلو پر اس عدالت کی متفقہ رائے

کے ساتھ اپنے نظر ثانی دائرہ اختیار میں مداخلت کرے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: نظر ثانی پٹیشن (C) نمبری 601-600، سال 1993۔

اس میں

دیوانی اپیل نمبر 5407-5408، سال 1992۔

ایل پی اے نمبر 8، سال 1985 میں جموں و کشمیر عدالت عالیہ کے 13.12.91 کے فیصلے

اور حکم سے۔

اپیل کنندہ / ایپلوں کے لیے آر کے جین، پی ایچ پارک، ای آر کمار، مس بینامادھون۔

ریکیش دویدی، اضافی ایڈووکیٹ جنرل، جی۔ کے۔ بزرگی، نوین پراکش، بے۔ مینہس،
مدعا علیہان کی جانب سے۔

عدالت کا فیصلہ بی پی جیون ریڈی، جسٹس نے سنایا۔

یہ دو نظر ثانی کی درخواستیں جواب دہندگان کی طرف سے دیوانی اپیل نمبری-5407
5408، سال 1992 میں دائر کی گئی ہیں جس کا فیصلہ 18 فروری 1993 کو کیا گیا تھا [1993] ضمنی
2 ایس سی سی 611 میں رپورٹ کیا گیا تھا)

9 جنوری 1982 کو ریاست جموں و کشمیر کی خدمت میں جو نیو انجینئر کے عہدے پر تقرری کے لیے
درخواستیں طلب کرتے ہوئے ایک اشتہار شائع کیا گیا۔ درخواستیں جمع کرانے کی آخری تاریخ خاص
طور پر 15 جولائی 1982 بتائی گئی تھی۔ متذکرہ عہدے کے لیے درخواست دینے کے لیے بی۔ ای۔
(سول) امتحان میں کامیابی کم از کم تعلیمی / تکنیکی قابلیت تھی۔ اشتہار کے مطابق متعدد افراد نے
درخواستیں دی تھیں۔ ان میں سے 33 افراد (جنہیں بعد میں 'مدعا علیہان' کہا جائے گا) نے 15
جولائی 1982 تک بی۔ ای۔ (سول) امتحان میں کامیابی حاصل نہیں کی تھی۔ وہ مذکورہ تاریخ سے پہلے
مذکورہ امتحان میں حاضر ہوئے تھے لیکن نتیجہ صرف 21 اگست 1982 کو شائع ہوا۔ 24 اگست
1982 کو شروع ہونے والی مختلف تاریخوں پر انٹرویو منعقد کیے گئے۔ اگرچہ یہ 33 افراد (جواب
دہندگان) مقررہ تاریخ تک اہل نہیں تھے، لیکن حکومت کی طرف سے دی گئی کچھ ہدایات کے
مطابق ان کا انٹرویو کیا گیا۔ انہیں کچھ دیگر امیدواروں کے ساتھ منتخب کیا گیا۔

کچھ امیدوار جو مذکورہ اشتہار کے مطابق مذکورہ عہدے کے لیے درخواست دینے کے لیے
مکمل طور پر اہل تھے اور جنہیں منتخب کیا گیا تھا لیکن جواب دہندگان کے نیچے منتخب فہرست میں رکھا
گیا تھا، انہوں نے جموں و کشمیر عدالت عالیہ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی جس میں کہا گیا کہ 33 جواب
دہندگان کو انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی تھی کیونکہ انہوں نے مقررہ
تاریخ تک مطلوبہ تعلیمی / تکنیکی اہلیت حاصل نہیں کی تھی، یعنی، 15 جولائی 1982۔ رٹ پٹیشن کو
27.5.83 پر مسترد کر دیا گیا۔ مذکورہ حکم کے خلاف کوئی لیٹرز پٹیشنٹ اپیل دائر نہیں کی گئی، یہ حتمی
ہو گیا۔ (تاہم، یہ معلوم نہیں ہے کہ مذکورہ رٹ پٹیشن-ڈبلیو پی نمبر 250، سال 1983) میں کتنے
افراد کو اپیل کنندہ کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔

رٹ پٹیشن 483، سال 1983، جس سے موجودہ کارروائی شروع ہوتی ہے، چار امیدواروں کی طرف سے جموں و کشمیر عدالت عالیہ میں دائر کی گئی تھی، جو یہاں نظر ثانی اپیل کنندہ ہیں، جس میں مذکورہ 33 جواب دہندگان کے انتخاب پر اسی بنیاد پر سوال اٹھایا گیا تھا جس پر رٹ پٹیشن نمبر 250، سال 1983 میں زور دیا گیا تھا۔ جب کہ یہ رٹ پٹیشن زیر التوا تھی، تقرری کے احکامات منتخب فہرست کے مطابق جاری کیے گئے تھے۔ (رٹ پٹیشن نمبر 483، سال 1983 میں اپیل کنندگان کو 33 مدعا علیہان کے نیچے منتخب فہرست میں رکھا گیا تھا۔) منتخب امیدواروں کا ایک اور دستہ 5 ستمبر 1984 کو مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد 20 ستمبر 1984 کو رٹ پٹیشن نمبر 483، سال 1983 حتمی سماعت کے لیے پیش کی گئی اور رٹ پٹیشن نمبر 250، سال 1983 کو مسترد کرنے والے 27.5.83 کے حکم کے بعد اسے مسترد کر دیا گیا۔ اس کے بعد، اپیل کنندگان نے لیٹرز پیٹنٹ اپیل دائر کی جسے 13 دسمبر 1991 کو ڈویژن بینچ نے منظور کیا۔ ڈویژن بینچ نے فیصلہ دیا کہ 33 جواب دہندگان کو اس وجہ سے انٹرویو میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ انہوں نے مقررہ تاریخ تک مطلوبہ تعلیمی / تکنیکی اہلیت حاصل نہیں کی تھی۔ تاہم ڈویژن بینچ نے یہ ہدایت دینا مناسب اور مناسب سمجھا کہ اگرچہ مذکورہ 33 جواب دہندگان کی تقرری کو الگ نہیں کیا جانا چاہیے، لیکن انہیں ان تمام منتخب افراد کے لیے جو نیئر سمجھا جانا چاہیے جو مقررہ تاریخ تک مکمل طور پر اہل تھے۔ دوسرے الفاظ میں، وہ امیدوار جو مقررہ تاریخ (15 جولائی 1982) تک اہل نہیں تھے، انہیں ایک جماعت کے طور پر ان امیدواروں کے مقابلے میں جو نیئر سمجھ کر منتخب کیا گیا جو مقررہ تاریخ تک مکمل طور پر اہل تھے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ تمام 33 جواب دہندگان کو رٹ پٹیشن نمبر 483، سال 1983 کے ساتھ ساتھ لیٹرز پیٹنٹ اپیل میں بھی جواب دہندگان کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔

33 جواب دہندگان نے اس عدالت میں دیوانی اپیل نمبر 5407، سال 1992 دائر کیا، جبکہ ریاست جموں و کشمیر نے دیوانی اپیل نمبر 5408، سال 1982 دائر کیا جس میں مذکورہ ڈویژن بینچ کے فیصلے پر سوال اٹھایا گیا۔ یہ اپیلیں سماعت کے لیے ڈاکٹر ٹی کے تھا مین، بنام راماسوامی اور آر ایم سہائی، جسٹس صاحبان پر مشتمل بینچ کے سامنے آئیں۔ ایک سوال پر اختلاف رائے تھا حالانکہ تینوں فاضل ججوں نے نتیجہ پر اتفاق کیا۔ اکثریت (ڈاکٹر تھا مین اور بنام راماسوامی، جسٹس صاحبان) نے قرار دیا کہ مذکورہ 33 امیدواروں کو انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت دینا جائز نہیں ہے۔ فاضل ججوں کی رائے تھی کہ مذکورہ افراد کو انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت دے کر "بھرتی کرنے والی اتھارٹی دستیاب بہترین صلاحیتوں کو حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔ یہ یقیناً پر

مفاد عامہ میں تھا کہ انٹرویو کو اہلیت کی بنیاد پر زیادہ سے زیادہ وسیع بنیاد پر بنایا گیا تھا۔ "فاضل ججوں نے مؤقف اختیار کیا کہ چونکہ 33 جواب دہندگان (ان سے پہلے اپیل کنندگان) انٹرویو کی تاریخ تک اہل تھے، حالانکہ درخواستیں طلب کرنے والے اشتہار میں مقرر کردہ تاریخ تک نہیں، انہیں انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت دینے میں کوئی غیر قانونی حیثیت نہیں تھی۔ تاہم، جے آر ایم سہائی نے مؤقف اختیار کیا کہ مذکورہ 33 امیدواروں کو انٹرویو میں شرکت کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے تھی کیونکہ ان کے پاس مقررہ تاریخ تک مطلوبہ تعلیمی / تکنیکی قابلیت نہیں تھی۔ اس کے باوجود جج نے اکثریت سے اتفاق کیا کہ اہل امیدواروں (جنہیں منتخب فہرست میں نچلی حیثیت پر رکھا گیا ہے) کے مقابلے میں مذکورہ 33 امیدواروں کی سنیارٹی کو مقدمے کے مخصوص حقائق اور حالات میں پریشان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تینوں فاضل ججوں نے 33 مدعا علیہان اور ریاست ججوں و کشمیر کی طرف سے پیش کی گئی اپیلوں کو منظور کر لیا اور ڈویژن بنج کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا۔ موجودہ نظر ثانی کی درخواستیں رٹ پٹیشن نمبر 483، سال 1983 میں چار اصل رٹ اپیل کنندگان کے ذریعے دائر کی گئی ہیں، جو اس عدالت میں دیوانی اپیل میں مدعا تھے۔ نظر ثانی اپیل کنندگان کے وکیل کو سننے کے بعد، ہم نے 1.3.95 پر درج ذیل حکم منظور کیا تھا:

"اپیل کنندگان کی طرف سے مسٹر روہنٹن نریمین کو سنا۔"

مسٹر نریمین نے حقیقت کے کئی نئے سوالات ہمارے نوٹس میں لانے کی کوشش کی ہے جن پر عدالت عالیہ یا اس عدالت میں زور نہیں دیا گیا تھا۔ ان کی رٹ پٹیشن کو فاضل سنگل جج نے مسترد کر دیا تھا۔ ان کی لیٹرز پیٹنٹ اپیل بھی ناکام ہو گئی، سوائے ایک مخصوص ترمیم کے۔ اس عدالت نے فاضل سنگل جج کے فیصلے کو بحال کرنے کی ان کی اپیل کو مسترد کر دیا۔ اس سبب میں دس سال لگے۔ صرف ان نظر ثانی درخواستوں میں ہی کچھ نئے حقائق کو عدالت کے نوٹس میں لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہم انہیں اس وقت کے فاصلے پر ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ ہماری رائے ہے کہ اپیل کنندہ مستعد نہیں رہے ہیں۔ ہم نئے حقائق کی بنیاد پر پورے مقدمے کو دوبارہ نہیں کھول سکتے۔ اس لیے ہم انہیں اپنے سامنے نئے حقائق یا مسائل پیش کرنے کی اجازت دینے کے لیے مائل نہیں ہیں۔ نظر ثانی کی درخواستیں درج ذیل دو مسائل تک محدود ہیں:

(1) کیا اکثریت (عزت مآب تھا مبین اور بنام راماسوامی، جسٹس صاحبان) کا یہ نظریہ کہ

کسی امیدوار کے لیے انٹرویو کی تاریخ تک اہل ہونا کافی ہے، چاہے وہ درخواستیں وصول کرنے کے

لیے مقرر کردہ آخری تاریخ تک اہل نہ بھی ہو، قانون میں درست ہے اور کیا اکثریت پبلک سروس کمیشن قاعدہ کے قاعدہ 37 کے اصول کو موجودہ معاملے میں تشبیہ کے ذریعے بڑھانے میں درست تھی؟

(2) چاہے مقدمے کے حقائق اور حالات میں، کیا یہ صرف امیدواروں کے دو سیٹوں، یعنی وہ جو درخواست وصول کرنے کی آخری تاریخ تک اہل تھے اور جو اتنے اہل نہیں تھے، کے درمیان بین سناریٹی کے حوالے سے ڈویژن مینج کی ہدایت کو بحال کرنا نہیں ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں، سوال یہ ہے کہ کیا ڈویژن مینج کی جانب سے درخواستوں کی وصولی کی آخری تاریخ تک اہل نہ ہونے والے امیدواروں کو جو نیئر، درجہ کے طور پر، اہل افراد کے ساتھ سلوک کرنے کی ہدایت صرف ایک ہی نہیں تھی؟

ان نظر ثانی درخواستوں کا نوٹس رٹ پٹیشن میں مدعا علیہ نمبر 1 سے 33 تک جائے گا۔ دستی خدمات کی بھی اجازت دی گئی ہے۔

نوٹس کی سروس کے بعد فہرست بنائیں۔"

نظر ثانی کی درخواستیں 3 مارچ 1997 کو حتمی سماعت کے لیے آئیں۔ ہم نے نظر ثانی اپیل کنندگان، ریاست جموں و کشمیر اور 33 جواب دہندگان کے وکیل کو سنا۔ جہاں تک یکم ستمبر 1995 کے ہمارے حکم نامے میں مذکور پہلے شمارے کا تعلق ہے، ہماری احترام پر مبنی رائے ہے کہ اکثریت کا فیصلہ (ڈاکٹرٹی کے تھامین اور بنام راماسوامی، جسٹس صاحبان کے ذریعے دیا گیا) قانون کے لحاظ سے غیر مستحکم ہے۔ یہ تجویز کہ جہاں درخواستیں درخواستیں داخل کرنے کی آخری تاریخ کے طور پر کسی خاص تاریخ کو تجویز کرنے کے لیے طلب کی جاتی ہیں، امیدواروں کی اہلیت کا اندازہ اس تاریخ اور صرف اس تاریخ کے حوالے سے کیا جانا چاہیے، ایک اچھی طرح سے قائم شدہ ہے۔ ایک شخص جو اس طرح کی مقررہ تاریخ کے بعد مقررہ اہلیت حاصل کرتا ہے اس پر بالکل بھی غور نہیں کیا جا سکتا۔ درخواست کے لیے جاری کردہ / شائع شدہ نوٹیفیکیشن کا اشتہار عوام کے لیے نمائندگی کا حامل ہوتا ہے اور اسے جاری کرنے والا اتھارٹی اس طرح کی نمائندگی کا پابند ہوتا ہے۔ یہ اس کے برعکس کام نہیں کر سکتا۔ اس تجویز کے پیچھے ایک وجہ یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہوتا کہ جن افراد نے مقررہ تاریخ کے بعد لیکن انٹرویو کی تاریخ سے پہلے قابلیت حاصل کی ہے انہیں انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت دی جائے گی، تو اسی طرح کے دیگر افراد بھی درخواست دے سکتے تھے۔ صرف اس وجہ

سے کہ کچھ افراد نے اس کے باوجود درخواست دی تھی کہ انہوں نے مقررہ تاریخ تک مقررہ قابلیت حاصل نہیں کی تھی، ان کے ساتھ ترجیحی بنیاد پر سلوک نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ان کی درخواستیں ابتدا ہی میں مسترد کر دی جانی چاہئیں تھیں۔ یہ تجویز ناقابل متدعمیہ اور درحقیقت اکثریت کے فیصلے میں اس پر شک یا اختلاف نہیں کیا گیا تھا۔ ریکھیا چتر ویدی (شریعتی) بنام یونیورسٹی آف راجستھان دیگران و دیگران، [1993] ضمنی 3 ایس سی سی 168 میں بھی اس تجویز کی تصدیق کی گئی ہے۔ اکثریت کی رائے ہے کہ 33 جواب دہندگان کو انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت دے کر، بھرتی اتھارٹی بہترین ہنر دستیاب کرنے میں کامیاب رہی اور یہ کہ اس طرح کا راستہ مفاد عامہ کو آگے بڑھانے میں تھا، احترام کے ساتھ، ایک ناقابل قبول جواز ہے۔ یہ، ہماری سمجھی ہوئی رائے میں، قانون کی ایک واضح غلطی ہے اور ریکارڈ کے سامنے ایک واضح غلطی ہے۔ ہماری رائے میں، آر ایم سہائی، جسٹس (اور عدالت عالیہ کی ڈویژن بیچ) کا یہ موقف درست تھا کہ 33 جواب دہندگان کو انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی تھی۔

33 امیدواروں کے وکیل، جناب راکیش دویدی نے پیش کیا کہ یہ 33 امیدوار اس عہدے کے لیے درخواست دینے سے پہلے بی ای امتحان میں حاضر ہوئے تھے اور نتائج شائع کرنے میں کچھ تاخیر ہوئی تھی اور ان جواب دہندگان کو نتائج شائع کرنے میں متعلقہ حکام کی طرف سے تاخیر کے لیے سزا نہیں دی جاسکتی۔ ہماری رائے میں، مذکورہ دلیل نقطہ نظر سے باہر ہے۔ ان کارروائیوں میں، ہم تاخیر کی وجوہات کا جائزہ نہیں لے سکتے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ نتائج کی اشاعت میں تاخیر ہوئی تھی۔ یہ مسئلہ رٹ پٹیشن کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ وجہ جو بھی ہو، 33 افراد مقررہ تاریخ تک اہل نہیں تھے اور اس لیے انہیں انٹرویو کے لیے حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی۔ پہلے معاملے پر (جس کا ذکر یکم ستمبر 1995 کے حکم نامے میں کیا گیا ہے)، اس لیے ہم نظر ثانی اپیل کنندگان کے حق میں ہیں، جس میں سہائی جسٹس کی رائے کی تصدیق کی گئی ہے۔

اس کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان نظر ثانی کی درخواستوں میں کتنی راحت دی جائے گی۔ نظر ثانی اپیل کنندگان کے فاضل وکیل جناب آر کے جین کا کہنا ہے کہ پہلے معاملے پر ہماری رائے کا ضروری اور منطقی نتیجہ یہ ہو گا کہ 33 جواب دہندگان کی تقرری کو کالعدم قرار دیا جائے، یا کم از کم عدالت عالیہ کے ڈویژن بیچ کے حکم کو بحال کیا جائے۔ دوسری طرف، مسٹر راکیش دویدی اور ریاست جموں و کشمیر کے وکیل نے ہمارے نوٹس میں کئی وجوہات پیش کیں جن کی وجہ سے، انہوں نے کہا کہ ہمیں اس سلسلے میں زیر نظر ثانی حکم میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ جن حقائق کی نشاندہی

کی گئی ہے وہ یہ ہیں: (a) رٹ پٹیشن نمبر 250، سال 1983 جو کچھ اسی طرح کے افراد کی طرف سے دائر کی گئی تھی (نظر ثانی اپیل کنندگان کی طرح جو رٹ پٹیشن نمبر 483، سال 1983 میں رٹ اپیل کنندہ ہیں جس سے یہ کارروائی پیدا ہوتی ہے) کو 27.5.1983 پر خارج کر دیا گیا تھا۔ یہ حکم حتمی ہو گیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ جہاں تک ان رٹ اپیل کنندگان کا تعلق ہے، انہیں ان کارروائیوں میں کوئی راحت نہیں دی جاسکتی۔ (b) یہاں تک کہ موجودہ رٹ پٹیشن نمبر 483، سال 1983 بھی صرف چار امیدواروں نے دائر کی تھی اور تمام متاثرہ امیدواروں نے نہیں۔ ان چاروں اپیل کنندگان نے نمائندہ حیثیت میں نہیں بلکہ اپنی انفرادی صلاحیت میں مقدمہ دائر کیا۔ دیگر متاثرہ افراد نے ان کارروائیوں کے کسی بھی مرحلے پر خود کو شامل کرنے کا انتخاب نہیں کیا ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ان کارروائیوں سے واقف نہیں تھے۔ (c) اگرچہ جسٹس سہائی قانون کے سوال پر اکثریت سے متفق نہیں تھے، لیکن انہوں نے بھی رائے دی (پیراگراف 22 اور 23 میں بیان کردہ وجوہات کی بنا پر) کہ دوسرے امیدواروں کے مقابلے میں 33 جواب دہندگان کی سناریٹی میں خلل نہیں ڈالنا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں، تینوں فاضل جج اس بات پر متفق ہیں کہ 33 امیدواروں (انتخابی اتھارٹی کی طرف سے) کو دی گئی سناریٹی میں خلل نہیں ڈالا جانا چاہیے۔ اس بیچ کو، جو نظر ثانی دائرہ اختیار میں بیٹھا ہے، تین فاضل ججوں کی مذکورہ متفقہ رائے میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے، خاص طور پر اس لیے کہ یہ معاملہ صوابدید کے دائرے میں آتا ہے زائد آئین کے آرٹیکل 142 کے تحت اس عدالت کے اختیارات کے استعمال میں راحت کو ڈھالنے کا معاملہ ہے۔ 33 جواب دہندگان کو 1984 میں مقرر کیا گیا تھا اور انہوں نے اسسٹنٹ انجینئر کے عہدے اور اس کے بعد اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئر کے عہدے پر دوترقیوں حاصل کی ہیں۔ نظر ثانی اپیل کنندگان اور اسی طرح کے دیگر افراد کو بھی ایک بار یعنی اسسٹنٹ انجینئر کے عہدے پر ترقی دی گئی ہے۔ ان کی ابتدائی تقرری کو تیرہ سال گزر چکے ہیں۔ وقت کے اس فاصلے پر بین سینئرٹی کو بڑھانا مناسب اور منصفانہ نہیں ہوگا۔

اس سوال پر اپنی بے چینی اور مخلصانہ غور و فکر کے بعد اور اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ہم نظر ثانی دائرہ اختیار میں بیٹھے ہیں اور یہ کہ یہ خاص پہلو عدالت کی صوابدید تحت آنے والا معاملہ ہے، ہم اس پہلو پر اس عدالت کے تین فاضل ججوں کی متفقہ رائے میں مداخلت کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ یہ سچ ہے کہ عدالت عالیہ کی ڈویژن بیچ نے نہ صرف چار نظر ثانی اپیل کنندگان / رٹ اپیل کنندگان بلکہ اس زمرے میں آنے والے تمام امیدواروں کو راحت دی تھی پھر بھی ہم اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ جسٹس سہائی، جنہوں نے پہلے معاملے پر نظر ثانی

اپیل کنندگان سے اتفاق کیا، نے بھی منتخب امیدواروں کے ان دو گروپوں کے درمیان بین سناریٹی میں خلل نہ ڈالنا مناسب اور منصفانہ سمجھا۔ مذکورہ سناریٹی کا تعین انتخابی اتھارٹی نے کیا تھا۔ اگرچہ انتخاب کے عمل کی انصاف پسندی کے حوالے سے کچھ الزامات لگائے گئے ہیں، لیکن یہ مسئلہ ان نظر ثانی کی درخواستوں میں کھلا نہیں ہے اور نہ ہی اس عدالت نے دیوانی اپیل میں اس پر غور کیا تھا۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر، یہ نظر ثانی کی درخواستیں قانونی مسئلے کی وضاحت، یعنی ہمارے 1 ستمبر 1995 کے حکم میں درج مسئلہ نمبر 1 کے تحت، خارج کر دی جاتی ہیں۔ اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں۔

درخواستیں مسترد کر دی گئیں۔